جلد ۲۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۴-۲۱-۲۸-۷ نومبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۳-۳۴-۳۵-۳۶

معذرت

۷ر اکتوبر کے بعد الحکم پورے ایک ماہ بعد شائع ہوتا ہے۔ ہر چند الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں جنگی بخار کے حملہ کا ذکر درج کیا گیا تھا۔ اور ان مشکلات کا جو الحکم اور دوسرے اخبارات کی اشاعتوں کی راہ میں در آنے کا خوف دلا رہی تھیں اشارہ کر دیا گیا تھا۔ مگر یہ یقین نہ تھا کہ حالات ایسی صورت اختیار کریں گے کہ اخبارات کی اشاعت قطعی طور پر رک جائیگی۔ جن حالات میں سے مجھکو اور میرے معزز معاصرین کو گذرنا پڑا ہے وہ ایک دردانگیز اور عبرت بخش کہانی ہے۔ جنگی بخار نے جو خدا تعالے کے قہری نشانوں میں سے ایک ہے اور جو ان حملوں میں سے ایک زور آور حملہ ہے جس کیلئے خدا کی وحی میں حضرت مسیح موعود کو فرمایا گیا تھا کہ۔

زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرونگا

ایسا یکایک حملہ کیا کہ کسی شخص کو کرتے دھرتے نہیں بنی۔ قادیان پر جو حملہ ہوا اس کے متعلق کسی قدر تفصیل سے ذکر آج کے اخبار میں دوسری جگہ کیا گیا ہے جنگی بخار کے حملہ کیوجہ سے الحکم کا شائع اس قابل نہیں ہو سکا۔ وہ اپنے اس عزم کو جو الحکم کے اس دور جدید میں اسکی بروقت اشاعت کا خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے کیا گیا تھا۔ پورا کر سکے میں خود بیمار ہوا بچہ قریباً سب گھر بیمار ہو گیا یہاں تک کہ بجز چھوٹے بچوں کے کوئی تندرست نہ رہا۔

اور جب مجھے اور گھر والوں کو افاقہ شروع ہوا۔ اور ہم بستر علالت سے اٹھنے لگے تو میری لڑکی محمودہ خاتون اور اس کے سسرال کا خاندان جو اندنوں قادیان میں مقیم ہے۔ بیمار ہو گیا۔ اس کی تیمارداری اور علاج معالجہ کا خاتمہ آخر ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو دن کے دس بجے۔

عزیزہ محمودہ خاتون کی موت پر ہو گیا

زمانہ کے حالات کا بس یہی مفہوم ہے کہ قوموں کی پیدائش، عروج و بقاء، یا زوال اور فنا کے جو اصول و اسباب مقرر ہیں ان کے مختلف طریقوں پر غور کیا جائے کہ پہلے کیا تھے (اور اب کیا ہیں) اور آیندہ کیا ہونگے۔

اب تم اسلام کے عہد اولین کا مطالعہ کرو، اسلام ایک ابر رحمت تھا، جو گھر کر آیا، گرجا، برسا، اور خشک زمین کو سیراب کر گیا۔ اس سیراب زمین میں ایک قوم پیدا ہوئی۔ جو اولوالعزمیوں کا پیکر تھی، جد و جہد کا مجسمہ تھی، استقلال اور ثبات اس کی طینت میں داخل تھے، اولوالعزمی اس کا جوہر تھا، اس کا دل امیدوں کا گھر تھا، علوم و معارف ان کے سینے میں بھرے تھے، یکجہتی و یگانگت کی وہ زندہ تصویر تھی، مصائب و خطرات کا مقابلہ کرنا اس کی عادت تھی، غیرت اور حمیت کا خون اس کی رگوں میں دوڑتا تھا، جرأت اور شرافت کا خیال اس کا سرمایہ ناز تھا، اس کے علاوہ اور صفات تھے۔ جن سے وہ تخت و نگین کی مالک بن گئی۔ اوج اقبال اس کے پاؤں چومنے لگے بحر و بر پر وہ چھا گئی۔ الغرض وہ خدا کا کلمہ پڑھتی تھی، اور دنیا کی تمام قومیں اس کا کلمہ پڑھنے لگیں۔

لیکن اصول عروج و زوال کے تحت رفتہ رفتہ اس کے سیر اوصاف مٹنے لگے، یہاں تک کہ موجودہ دور نے اس کے تمام اوصاف کو مٹا کر اس کے انحطاط کو مکمل کر دیا۔ اگر اس زوال یافتہ قوم کی اصلی تصویر دیکھنی چاہتے ہو تو ذیل کا نقشہ دیکھو۔

اس قوم کے جرائم کی فہرست نہایت درازہ ہے، لیکن راس الجرائم تین ہیں، جہالت، نااتفاقی، اور افلاس، جہالت اسکو اس پر غور کرنے کا موقع نہیں دیتی کہ وہ پہلے کیا تھی اور اب کیا ہے اور اسکو کیا ہونا چاہیئے اس مذموم وصف نے بیسیوں بدترین مصیبتیں اس میں پیدا کر دی ہیں۔ اگر اس کے کچھ افراد مذہب اور مذہب کی پاک تعلیمات سے متنفر نہیں تو یہ مذہبی جہالت کی خوت کا اثر ہے اگر کچھ لوگ کسب دستی کو چھوڑ کر متوکلانہ زندگی کو اختیار کر کے اپاہج بن گئے ہیں، تو یہ دینی تعلیمات کی جہالت کا نتیجہ ہے، اگر دماغوں میں قوت تفکر نہیں ہے، دلوں میں ولولے اور حوصلے نہیں ہیں طبیعتوں میں خودداریاں اور اولوالعزمیاں اپنا عمل نہیں کرتیں تو مزاجوں میں تمسخر کا جوہر پیدا ہے، ہر قوم کا پیکر جسمانی نیک اوصاف سے بے بہرہ ہے تو یہ سب کے سب اسی شجر ملعون جہالت کے تلخ پھل ہیں جہالت نے اس کو نہ صرف آسمانی حقائق و معارف سے محروم کر دیا ہے بلکہ زمین کے گنجینہ علم سے بھی اسکو بے نصیب رکھا ہے۔ دوسری فرد قرار داد جرم نااتفاقی ہے جس نے اس قوم کی جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے۔ اس جرم نے یہی نہیں کہ اس قوم کی اتحادی دیواروں کو جڑ سے ہلا دیا۔ اور اس کے حسن جبین کو غبار کر دیا، بلکہ اس نے ابلیس لعین "لآتینہم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم" (ہم ان کے پاس سامنے، پیچھے دائیں اور بائیں سے آئیں گے،) کا رجز پڑھتے ہوئے ظاہر میں اور چھپ کر اس کے پاس آئے، دل میں گھسے، رگوں میں دوڑے، اور تمام خون چوس کر چھوڑا اور اس کے ایمانی نور کو بھی بجھا ڈالا۔

تیسرا جرم افلاس ہے۔ یہ جرم آج اس قوم کا ساختہ پرداختہ ہے مال و دولت جسکو مذہب نے فضل و خیر کے لفظوں سے یاد کیا ہے۔ وہ اس کے نزدیک شر و فساد کے مرادف ہو گیا ہے افلاس نے اس قوم کو خوشامد، خود غرضی، حسد، بیحیائی اور دیگر مذموم اوصاف کا سرچشمہ بنا دیا ہے یہ افلاس ہی ہے جو اس کی علمی تحریکوں کو سرسبز نہیں ہونے دیتا اور اس کے اہم مقاصد کیلئے بھی سنگ راہ ہے۔ یہ صرف اس قوم کا سادہ نقشہ ہے اگر اس میں تمام رنگ بھر دیئے جائیں۔ تو یہ عبرت و حسرت کا ایک مرقع بن جائیگا۔

نوجوانو! اب تم خود غور کر لو۔ کہ تم کو اپنے قوم و مذہب کے لئے کیا کرنا چاہئے یاد رکھو پرانے لوگ چراغ سحری ہیں ان سے کچھ توقعات کم ہیں۔ ان کی امیدیں بھی تمہاری صورتوں کو تکتی ہیں۔ اگر تم نے اپنی حالت درست کر لی تو آنیوالی نسلیں بھی بکار آمد ثابت ہونگی:: نوجوانو! اٹھو! اٹھو! اب نیند پوری ہو چکی، خوب سو چکے صبح امید طلوع ہو رہی ہے، زمانہ مرغ بنکر بانگ دے رہا ہے۔ اٹھو! تاکہ اسلاف کی روحیں تمہیں مرحبا کہیں، مذہب آفرین کہے، قوم شاباش کے نعرے لگائے اور خالق اکبر داد و کرم کا پیغام بھیجے۔

اٹھو! ذرات عالم تمہارے انتظار میں ہیں، اجرام فلکی تمہاری خدمت بجا لانے کو حاضر ہیں۔ اور دنیا کی ترقیاں تمکو دعوت دے رہی ہیں۔ اٹھو! کیونکہ دنیا کی تمام قومیں روحانیت کا درس تم سے لینا چاہتی ہیں اور ایمان و یقین کے خطبات تم سے سننا چاہتی ہیں۔ اٹھو! کیونکہ حکمت کے موتی دریا سے نکالے جا رہے ہیں۔ اس کے زیادہ حقدار تم ہی ہو، علوم کے خزانے کھودے جا رہے ہیں، وہاں بھی تمہارا بڑا حصہ ہو۔ اٹھو! ورنہ خیر امۃ (تم بہترین قوم ہو) کا خطاب تم سے چھین لیا جائیگا، اور خاکم بدہن ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ (ان پر ذلت اور رسوائی مسلط کردی گئی) کا ہولناک عذاب نازل ہوگا۔ اور آخر میں یہ بھی یاد رکھو کہ اسلام کے مٹ جانیکا خوف نہیں ہے صرف تمہارے مٹ جانیکا ڈر ہے۔ کیونکہ خدا کا یہ فرمان ہے

ان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم، یعنی اگر فرمان آلہی سے تم نے انحراف کیا تو خدا دوسری قوم کو تمہاری جگہ لا کھڑی کریگا۔ اور وہ تمہاری جیسی (بری) نہ ہوگی :: (دیکھیں)

اتحادی فتح کیوں ایک یقینی امر ہے

(۱) اتحادی بلحاظ افواج۔ روپیہ اور ہمت۔ دشمن سے زیادہ طاقتور ہیں۔

(۲) گذشتہ دو ماہ کے دوران میں اتحادیوں نے مغربی محاذ پر معرکے کی لڑائیوں میں جرمنوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ اور ان کو بحالت سراسیمگی پسپا کر دیا۔

(۳) جولائی۔ اگست اور ستمبر کے دوران میں فرانس میں اتحادیوں نے تین لاکھ قیدی گرفتار کئے اور ہزاروں توپیں بے شمار کلدار توپوں اور لاتعداد بندوقوں پر قبضہ کر لیا۔

(۴) یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جرمن سپاہی بالکل دل شکستہ ہو رہے ہیں جرمنی کی شہری آبادی میں لڑائی کی مایوس کن خبروں نے وحشت پیدا کر دی ہے۔ اتحادیوں کے ہوائی جہاز سینکڑوں حملے کر چکے ہیں۔ جن سے جرمن شہروں میں ریلوے اور گولا بارود کے کارخانے وغیرہ تباہ ہو گئے ہیں

(۵) جرمنی کی فوج روز بروز گھٹ رہی ہے اور اتحادی فوج کی تعداد دن بدن ترقی پر ہے۔ اس وقت بیس لاکھ امریکن فوج فرانس میں موجود ہے اور ہر مہینے اوراڑھائی لاکھ تازہ دم فوج پہنچ جاتی ہے۔

(۶) ممالک متحدہ کے پریذیڈنٹ نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ فتح حاصل کرنے کے لئے امریکہ کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریگا امریکہ کے دو کروڑ آدمی فوجی خدمات کے قابل ہیں۔ اور ہر سال دس لاکھ سے زیادہ امریکن نوجوان اکیس سال کی عمر کو پہنچ کر فوجی خدمت کے قابل ہو جاتے ہیں۔

(۷) امریکہ میں پچیس ہزار توپیں اور پانچ ہزار کلدار توپیں ہفتہ وار تیار ہوتی ہیں۔ وہاں کے کارخانے سات لاکھ چھ ہزار گولے اور پچیس ہزار ہوائی جہاز روزانہ بناتے ہیں۔ امریکن ہوائی جہاز رانوں کی تعداد ایک لاکھ ہے۔ اور بیشمار جنگی ہوائی جہاز متواتر میدان مغرب میں بھیجے جا رہے ہیں۔

(۸) روس پھر طاقت پکڑ رہا ہے۔ اور اتحادی افواج جرمنوں کو روس سے نکال لنے میں مدد دے رہی ہیں۔

(۹) اٹلی میں فوج کے تباہ ہونے سے آسٹریا کا حال نہایت پریشان ہے۔ اور لوگ نان شبینہ سے محتاج ہیں۔

(۱۰) بلغاریہ نے جس کو باب المشرق کی دربانی کا فخر تھا۔ بلا حیل وحجت اتحادیوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔

(۱۱) اس وقت بائیس ملک اتحادیوں کے ساتھ شریک جنگ ہیں۔

(۱۲) گذشتہ تین سال میں کوئی قوم دشمن کے ساتھ شامل نہیں ہوئی

(۱۳) اتحادیوں کو کرہ ہوا میں غلبہ حاصل ہے۔ اور ان کی طاقت کا روز بروز لوہا مانا جا رہا ہے۔ فرانس کے گذشتہ معرکوں میں ان کے ہوائی جہاز رانوں نے دشمن کی دھجیاں اڑا دیں۔

(۱۴) سمندر پر اتحادیوں کو پورا اقتدار حاصل ہے۔ دشمن کے جہاز بندرگاہوں میں بند پڑے ہیں۔ اور انہیں جرأت نہیں کہ بندرگاہوں سے نکل کر معرکہ آرا ہوں۔

(۱۵) جرمنوں کو بھی معلوم ہو گیا ہے۔ کہ آبدوز کشتیوں کی طاقت کے متعلق جو سبز باغ انکو دکھائے گئے تھے۔ وہ سراب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اتحادی دو سو سے زیادہ آبدوز کشتیاں تباہ کر چکے ہیں۔ اس تباہی سے جرمنی بہت نقصان اٹھا رہا ہے۔

(۱۶) جب اتحادی تیار نہ تھے۔ تب بھی جرمن انکے خط محاذ توڑنے سے عاجز رہے اور اس وقت جبکہ وہ بالکل تیار ہیں۔ تو اتحادی محاذ کا توڑنا بالکل ناممکن ہے۔

(۱۷) فلسطین۔ افریقہ اور عراق عرب میں اتحادی فتحمند ہیں مطلق ہیں۔ اس کے علاوہ اٹلی میں دشمن نے سخت ہزیمت …

اجناس خوردنی کی گرانی

گورنمنٹ کی انسدادی تدابیر

اجناس خوردنی کی روز افزوں گرانی سے عوام الناس اس تشویش میں مبتلا تھے کہ قحط کی مشکلات کا کس طرح مقابلہ کیا جائیگا۔ بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ملک میں اناج کی غیر معمولی قلت کے باعث گرانی ہے مگر یہ خیال درست نہیں چنانچہ گورنمنٹ ہند کامل تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ملک میں اناج کی ایسی کمی نہیں جیسے کہ لوگوں کا خیال ہے مثلاً برہما میں چاول کے کثیر ذخائر موجود ہیں اور ہندوستان کے بہت سے حصوں میں اناج کا اتنا کافی ذخیرہ ہے کہ دیگر مقامات کی ضروریات بھی پوری ہو سکتی ہیں اس لحاظ سے مسئلہ قحط محض باربرداری کی وسواریوں کی وجہ سے زیادہ تشویش انگیز معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ جنگی ضروریات کے لئے جہازوں اور ریلوے گاڑیوں میں بہت کم گنجائش رہ گئی ہے اس لئے یہ سوال بآسانی حل نہیں ہو سکتا۔ لیکن گورنمنٹ نے اس بارہ میں جو تدابیر اختیار کی ہیں۔ ان سے تمام مشکلات جلد ہی رفع ہو جائینگی گورنمنٹ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ گیہوں کی مزید خریداری کو بند کر دیا جائے اب صرف اس قدر گیہوں خرید ا جائیگا جو جنگی ضروریات کے لئے نہایت ناگزیر ہو عراق عرب کے سوا یہ گیہوں ہندوستان سے باہر نہیں بھیجا جائیگا۔ گورنمنٹ اس ضروری خرید کو بھی محدود کرنے کی فکر میں ہے دیگر اجناس کی برآمد کے متعلق بھی خاص انتظام کیا جائیگا۔ ان تدابیر سے مقصود یہ ہے کہ جس جگہ اناج ضروریات مقامی سے زاید ہو وہاں کا غلہ ان علاقوں میں بھیجا جائے جہاں خاطر خواہ نہیں ہوتی آئندہ گورنمنٹ ہند مقامی گورنمنٹوں کے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کرے گی۔ کہ وقتاً فوقتاً اناج کی کتنی مقدار ... کے لئے موجود ہے اور زیادہ سے زیادہ کس نرخ ... گورنمنٹ ... خاص افسر اس غرض سے مقرر کیا ہے جو اجناس خوردنی کا کمشنر ہوگا اور اناج کی خریداری میں گورنمنٹ کی امداد کریگا اور بعد ازاں ڈائرکٹر آف سپلائی کے مشورے کے مطابق قحط زدہ علاقوں میں وہ اناج بھجوایا جائیگا

یہ اناج عوام الناس کے پاس فروخت ہونے کے لئے ان دوکانداروں کو دیا جائیگا۔ جو اجناس کے بہم رسانی کے لئے ڈائرکٹر سے لائسنس حاصل کریں گے۔ مقامی افسر بھی یہ لائسنس جاری کر سکتے ہیں۔ ایسے لائسنس کا عطیہ اور اجرا اس شرط پر مبنی ہوگا کہ دوکاندار سرکاری نرخ کے مطابق اناج فروخت کرے مقامی گورنمنٹوں کو اختیار ہوگا۔ کہ غلہ کی فروخت کے لئے میونسپل کمیٹی کے زیر نگرانی دوکانیں کھولنے کا انتظام کریں جہاں ہر کس و ناکس مقررہ قیمت پر اناج بآسانی خرید سکے ؛

گیہوں۔ چاول اور بعد ازاں دیگر اجناس کی باربرداری کے لئے جو لائسنس دیئے جائیں گے وہ صرف اس غلہ کے متعلق ہوں گے جو فوڈ کمشنر کی وساطت سے خریدا گیا ہو۔ اس تجویز سے یہ مقصود ہے کہ جہاں غلہ کی قلت ہو۔ وہاں غلہ بآسانی پہنچ سکے اور سارے صوبہ میں اس کی مساوی طور پر تقسیم ہو سکے ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ کے لئے اناج کی خریداری اور باربرداری کا انتظام اجناس خوردنی کے افسر اعلےٰ یعنی کمشنر فوڈ کے سپرد ہوگا۔ حضور گورنر جنرل با جلاس کونسل کی طرف سے اس عہدہ پر مسٹر ایم۔ ایم۔ ایس۔ گوبے سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مامور کئے گئے ہیں۔ صاحب موصوف مالی تجربہ رکھنے کے علاوہ ۱۶-۱۹۱۵ء میں گیہوں کی بہم رسانی کا انتظام کر چکے ہیں۔ آپ یہ کام یکم نومبر سے شروع کرائیں گے۔ اور امید ہے کہ گورنمنٹ کی سکیم پر حتی الامکان جلدی عملدرآمد کیا جائیگا۔

قادیان پر پُر اسرار بیماری کا حملہ

پُراسرار بیماری جو خدا تعالیٰ کے زبردست حملوں میں سے ایک حملہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تائیدی نشانوں میں سے ایک نشان ہے اس کا حملہ قادیان پر بھی ہوا۔ یہ حملہ بغتۃً تھا۔ اور مجھے صاف الفاظ میں کہدینا چاہیئے کہ بہت شدید تھا۔

پُراسرار بیماری کا حملہ جیسا کہ قدیم سنت ہے وہ لوگ جو ہمیشہ کجروی کو پسند کرتے ہیں جنکی طبیعتوں میں استہزا اور انکار ہوتا ہے اس موقعہ پر بھی خدا تعالےٰ کے اس قہری نشان کی تکذیب کے لئے سینکڑوں حیلے اور عذر تراش لیں گے۔ اور حق و باطل کو ملتبس کرنیکی پوری کوشش کریں گے مگر حق حق ہے اور وہ اپنی صداقت و تاثیر پیدا کئے بغیر نہ رہیگا خصوصاً اس لئے کہ اس قسم کے زور آور حملوں کو خدا تعالےٰ نے اپنے نذیر کی سچائی ثابت کرنے کے لئے پہلے سے مقدر کیا ہے۔

قادیان میں اس پُراسرار بیماری کا جب حملہ ہوا۔ تو خاکسار ایڈیٹر الحکم بھی اس کے پہلے حملے کی لپیٹ میں آیا اور پھر یکے بعد دیگرے اس کا کنبہ مبتلا ہو گیا اور قادیان کی آبادی پر اس کا پورا تسلط ہو گیا احمدی جماعت اور دوسرے مسلمان خصوصیت سے اس میں مبتلا ہوئے اس کے حملے کی یہ صورت تھی کہ کوئی خوش قسمت خاندان اور گھرانا ہو گا جو اس سے بچا ہو ورنہ جس گھر میں داخل ہوئی قریباً کے سب اس میں مبتلا ہو گئے۔

ایوانِ خلافت حضرت خلیفۃ المسیح پر پہلے سے ضعف قلب اور برد اطراف کے وہی حملے ہو رہے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوتے تھے اور بعض بعض اوقات حالت نازک اور اندیشناک ہو جاتی تھی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اپنی بیماری اور علالت کبھی النفس جس امر کو ہمیشہ مدنظر رکھتے وہ خدا تعالیٰ پر کیونکہ ضمیر اور موافق ایمان اور سلسلہ کے لئے ایک درد اور جماعت کے نظام اور اصلاح کی فکر تھی۔ آپ برابر دعاؤں میں لگے رہے اور جب آپ کی طبیعت میں ذرا افاقہ ہوتا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محمودہ خاتون ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو پیدا ہوئی تھی اور قریباً پانچ ماہ کا ایک بچہ چھوڑ کر محبوب حقیقی کے حضور بلائی گئی اور اب مقبرہ بہشتی میں ابدی آرام کرتی ہے۔ میں عزیزہ محمودہ خاتون کی صفات پر الگ کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس کی مختصر سی زندگی بہت سبق آموز ہے اور اس کی آخری کلمات اور موت کے حالات بہت عجیب ہیں۔ انہوں نے میرے اور میرے خاندان کے محزون قلب پر سکینت نازل کر دی غرض ان حالات میں میرے لئے ناممکن تھا کہ میں الحکم شائع کر سکتا اگرچہ ابھی تک پورا اطمینان اور فرصت نصیب نہیں سکین الحکم اور دوسرے اخبارات کی اس غیر حاضری نے احباب کو قادیان کے حالات سے بے خبر رہنے کے باعث گبھرا دیا ہے اور روزانہ خطوط کا جواب مشکل ہو رہا ہے۔ اس لئے الحکم کو شائع کیا جاتا ہے۔ احباب ان حالات میں مجھے اور میرے دوسرے عاملین کو معذور سمجھیں گے۔

والعذر عند کرام الناس مقبول

(خاکسار یعقوب علی)

جنازہ غائب پڑھا جاوے

بہت سے احباب کو پُراسرار بیماری نے ہم سے جدا کر دیا ہے میرے مکرم منشی تاجدین صاحب پنشنر لاہوری نے اپنی صاحبزادی اور برادر مکرم میاں رحمت اللہ صاحب باغانوالہ ساکن بنگہ نے اپنے ہمشیرہ زادہ جہانگیر کے لئے جنازہ غائب کے لئے خصوصیت سے لکھا ہے احباب اپنے ان مخلص بھائیوں کی خواہش کو پورا کریں

میں خود

ادب سے اپنے مخلص دوستوں اور جماعت کے بزرگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ میری لڑکی **محمودہ خاتون** کا جنازہ غائب بھی ضرور پڑھیں۔

(ایڈیٹر)

تو اسی فکر میں لگ جاتے اسی حالت میں آپ نے قادیان میں پراسرار **بیماری** کے حملے کے متعلق انسدادی تدابیر کی ایک سکیم طیار فرمائی اور اپنی جیب سے ایک معقول رقم عطا فرمائی تاکہ ادویات کی تقسیم کا انتظام ہو بعض دوسری احباب نے بھی آپ کی اس تحریک میں حصہ لیا اور حضرت نواب صاحب قبلہ نے ایک **معقول** رقم دیکر ثواب حاصل کیا اس سکیم کے ماتحت قادیان میں جو اطبا موجود تھے سب کو اس کام پر لگا دیا کہ وہ نہ صرف قادیان بلکہ ارد گرد کے دیہات میں جہاں بیماری کا خطرناک حملہ شروع ہو گیا تھا علاج کریں اور ادویات تقسیم کریں۔ چنانچہ اس سکیم کے موافق قادیان میں صدر انجمن کے ہسپتال اور ڈسپنسری کے علاوہ ایک جدید **شفاخانہ** خاص اسی مطلب کے لئے کھولا گیا اور یہ تمام انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا **بشیر احمد** صاحب کے سپرد تھا جنہوں نے بذات خاص رات کے ۱۱ اور ۱۲ بجے تک عموماً اپنے ہاتھ سے کمپونڈری کا کام کیا اور اس کثرت کام کا نتیجہ تھا کہ وہ بھی بستر علالت پر گر گئے غرض اس شفاخانہ نے خدا کے فضل سے بہت بڑی مدد دی اور سینکڑوں جانوں کو بچا لیا۔

مختصر یہ کہ خلیفۃ المسیح کو اس حالت میں جب افاقہ ہوتا آپ کی توجہ مخلوق کی بہتری اور بھلائی کی طرف رہی یہاں تک کہ ایک روز رات کے دس بجے سے لیکر دن نکلنے تک برابر **بیت الدعا میں مصروف دعا رہے**۔ اس سے اس **ہمدردی** اور دلسوزی کا پتہ لگتا ہے جو آپ کو **مخلوق خدا** سے ہے خود بیمار ہیں اور **ضعف قلب کے** دورے ہو رہے ہیں مگر مخلوق کی حالت آپ پر ایک خاص کیفیت پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

یہ امر بھی خاص غور کے قابل ہے کہ وہ **وجود** جو ابھی ابھی **ضعف** قلب کے دوروں کی وجہ سے نحیف اور کمزور ہو رہا ہے جب وہ دعا کے لئے عزم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے خاص قوت اور توفیق دیدیتا ہے برابر نو دس گھنٹے تک دعائیں کرتے رہنا معمولی بات نہیں بلکہ ایک **عظیم الشان نشان ہے**

ان ایام میں حضرت کی توجہ سب سے زیادہ سلسلہ کی بھلائی اور بہتری کی طرف ہی مبذول رہی بلکہ آپ نے سلسلہ کے نظام اور اصلاح کو مدنظر رکھکر وہ **وصیت** تحریر کرائی جو احباب کو پہنچ چکی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بالکل رد بخدا ہیں اور سلسلہ کے شیرازہ اور نظام کو درست رکھنے کا ایک درد اور جوش آپ کے قلب میں رکھدیا گیا ہے اور اپنی ذمہ داری کا بے حد احساس آپ کو ہے بہر حال حضرت خلیفۃ **المسیح** کو اپنی بیماری بھول گئی اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے زبردست جذبہ نے ایک **برقی رو** کام کرنے والے لوگوں میں پیدا کر دی جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ **شفاخانہ** جدید کھولا گیا اور اس میں ہر قسم کی ضروری ادویات مہیا کی گئیں اور قادیان اور اس کے نواح کے دیہات میں اطبا اور والنٹیر بھیج کر لوگوں کی ہمدردی کی گئی۔ خاص قادیان میں کثرت سے مریضوں کا علاج کیا گیا اور جن لوگوں کے کھانا پکانے کا کوئی انتظام نہ تھا ان کے لئے لنگر خانہ میں انتظام کیا گیا، لنگر خانہ سے **پرہیزی** کھانا تیار کر کے انکو دیا گیا۔ ان امور میں احمدی غیر احمدی کی تفریق اور امتیاز بالکل اٹھا دیا گیا تھا۔ اگر کسی نے فائدہ نہیں اٹھایا تو یہ اس کی اپنی بدقسمتی تھی۔

بیماری کا حملہ سکول پر

پراسرار بیماری اتفاقاً پہنچ گئی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بورڈنگ پر بھی حملہ ہوا اور تھوڑے دنوں کے بعد بچوں سے پچاس سے متجاوز مریض طالب علموں کی ہو گئی۔ لیکن ان کے علاج میں خدا کے فضل سے پوری سرگرمی اور تندہی سے کام لیا گیا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جو افسر مدرسہ ہیں اور مولوی عبد المغنی صاحب اور دوسرے ذمہ دار لوگوں نے اپنے آرام اور صحت کی ذرا پروا نہیں کی جناب مفتی فضل الرحمن صاحب طبیب کمال شفقت سے علاج کرتے رہے اور خدا تعالیٰ نے ان بزرگوں کی مساعی کو بار آور فرمایا۔ سب بچے صحت پا گئے۔ البتہ ایک پیارا بچہ جو بھاگلپور

(طالب دعا کاتب سلطان احمد احمدی)

دبھار) سے آیا ہوا تھا اور کئی سال سے یہاں پڑھتا تھا۔ اس بیماری کی نذر ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہر چند پیارا حسن فوت ہو گیا اور اس کے مخلص والدین اور سلسلہ کے ایک سرگرم ممبر مولوی علی احمد صاحب ایم اے کو بڑا صدمہ ہے اللہ تعالے ان کے لئے جزا ہو مگر حسن کی موت اور اس کا انجام مقبرہ بہشتی میں اس کا دفن ہونا ہر ایک مومن کے لئے تسلی دہ ہے۔ موت ایک ایسی راہ ہے جس پر سب کو آگے پیچھے گذرنا ہے مگر مبارک وہ جو اس دروازہ سے داخل ہو کر بہشت میں جا داخل ہو۔ مقبرہ بہشتی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آرام فرماتے ہیں۔ اور سلسلہ کے سعادتمند بزرگ اس میں مدفون ہیں جس میں دفن ہونے کی آرزو ہر چھوٹے بڑے کو ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے ہیں اس میں جگہ ملجانا خدا کے عظیم الشان فضلوں میں سے ایک ہے۔ اس لئے ہر چند مولوی علی احمد صاحب کو عزیز حسن کی موت سے ایک صدمہ ہوا ہے مگر یہ امر ان کے لئے یقیناً تسلی اور سکینت کا موجب ہے۔

بچوں کے صحت یاب ہو جانے پر ضروری سمجھا گیا کہ کچھ عرصہ کے لئے سکول کو بند کر دیا جاوے چنانچہ فی الحال آجتک سکول بند ہے

مدرسہ احمدیہ پر حملہ

مدرسہ احمدیہ بورڈنگ میں بھی کچھ بچے بیمار ہوئے اور خدا کے فضل سے ایک کے سوا سب شفایاب ہو گئے۔ مولوی عبد الجلیل صاحب ہزاروی جو اس سال مولوی فاضل کے امتحان میں جانے والے تھے جانبر نہ ہو سکے۔ مرحوم نہایت قابل اور ذہین نوجوان تھا۔ اور یقین کیا جا سکتا تھا کہ وہ ایک مفید نوجوان ثابت ہو گا۔ مگر اللہ تعالے کی مشیت ایسی ہی تھی۔ اسے بھی مقبرہ بہشتی کی سرزمین میں حوالہ خاک کر دیا گیا۔

دو اور قابل رشک موتیں

ماریشس سے جو نوجوان بغرض تعلیم یہاں آئے ہوئے تھے ان میں سے دو فوت ہو گئے۔ جن میں سے ایک کا نام پیر محمد اور دوسرے کا محمد الیاس تھا۔ یہ طالب علم محض تعلیم دین کے لئے آئے تھے تاکہ فارغ ہو کر تبلیغ سلسلہ کا کام کریں یہ پانچ نوجوانوں کا ایک قافلہ ہے جن میں سے تین خدا کے فضل سے تندرست ہیں اگرچہ بیمار ہوئے مگر خدا تعالے نے انکو شفا دی اور دو کو بلا لیا۔

میں نے ان کی موت کو قابل رشک لکھا ہے اس لئے کہ وہ پاک اغراض لیکر آئے تھے اور پاک اغراض کو رکھتے ہوئے فوت ہو گئے۔ علم دین کی تحصیل کے لئے جو لوگ نکلتے ہیں فرشتے ان کے قدموں کے نیچے پر بچھاتے ہیں۔ ان بزرگوں نے ہزارہا میل کا سفر کیا عزیز و اقارب کو چھوڑا تاکہ وہ سلسلہ کی تعلیم پا کر اشاعت سلسلہ کا موجب ہوں پس ان کے اعمال تو غیر منقطع ہیں گویا تبلیغ سلسلہ ہی میں انکو موت آئی۔ ایسی موت کیوں مبارک نہ ہو۔ کچھ شک نہیں ان کے ورثا اور عزیزوں کو سخت صدمہ ہو گا مگر حسن خاتمہ ایک ایسی چیز ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی چیز وزن اور قیمت میں نہیں ٹھہر سکتی۔

یہ وہ موتیں ہیں جو سلسلہ کی باقاعدہ انسٹیٹیوشنز میں ہوئیں اس کے علاوہ بھی احمدی جماعت کے اکثر عزیز ہم سے الگ ہو گئے ان سب کے لئے ہم خدا تعالے کے حضور دعا کرتے ہیں کہ انکو اپنے قرب اور رضا کے مقام پر اٹھائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرما دے۔

میر محمد اسحاق کی علالت

بیماروں کی تیمارداری اور خدمت گذاری میں جن لوگوں نے بہت بڑھ کر حصہ لیا ان میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب کا نام بھی عزت سے لینے کے قابل ہے۔ بیماری کی ابتدائی حملے ہی پر میر صاحب کو مہمان خانہ کا خیال آیا اور آپ نے اپنی خدمات مہمان خانہ میں دیدیں۔ مریضوں کی خبرگیری اور تیمارداری میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ ماریشس والے نوجوان جو

زیادہ مریض تھے خود انکو غذا اور دوا دیتے رہے اس کثرت محنت اور بیماروں سے عام خلا ملا کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود بھی بیمار ہو گئے اور ان کی بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اب وہ اچھے ہیں اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ جلد انکی طاقت عود کر آئے گی

حضرت نواب صاحب کا خاندان

حضرت نواب صاحب کے خاندان میں بھی بیماری کا اثر پہونچا۔ اور ان کے خاندان کے اکثر ممبر بیمار ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب شفایاب ہو گئے

ایک چھوٹی لڑکی مسعودہ بیگم کا انتقال ہو گیا۔ اللھم اجعلھا لنا فرطاً نواب صاحب کے ملازمین میں سے حکیم محمد زمان صاحب طبی مشیر کی وفات ایک افسوسناک حادثہ ہے۔ مگر ان کی اہلیہ نے جس ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ اس حالت میں اپنے شوہر کی وصیت کو پورا کرنے کا تہیہ کیا وہ عورتوں کے لئے ایک قابل تقلید امر ہے ان امور کا ذکر الگ کیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز ؛

غرض یہ حملہ بیماری کا بہت سخت تھا اور جیسا کہ میں شروع میں کہہ آیا ہوں کوئی خوش قسمت گھر ہوگا جو اس کی زد سے بچا ہو۔ احمدی جماعت مقیم قادیان کے لئے یہ بیماری نہ تھی۔ بلکہ بیدار کرنے والا فرشتہ تھا۔ ابتلاؤں اور مصیبتوں کی ساعت ایسی ہوتی ہیں جو انسان کو رو بخدا بنا دیتی ہیں۔ اس بیماری نے ہمیں کیا کیا سبق دیئے اور کیا اس سے ہم آیندہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں یہ ایک جداگانہ مضمون ہے جس پر انشاء اللہ کسی اگلی اشاعت میں تفصیل سے بحث کی جائے گی۔ فی الحال عام حالت کا تذکرہ مقصود تھا۔

ہماری جماعت میں اکثر دوستوں کو چشم زخم پہونچا۔ الحمد للہ خدا کے فضل سے مریض اچھے رہے ہیں اور نئے بیمار نہیں ہوئے۔ ولله الحمد۔

عام طور پر ہندوؤں میں اموات بہت ہی کم ہوئیں اور عورتوں میں اموات کی تعداد نسبتاً زیادہ رہی ہے۔ کل اموات کی تعداد آبادی کی نسبت سے جس قدر ہوئی ہے وہ آیندہ انشاء اللہ صحیح طور پر ظاہر کر دی جائیں گی ؛

عظیم الشّان قہری نشان ؛

بنگر اے قوم نشانہائے خداوندِ قدیر
چشم بکشا کہ ہر چشم نشانے است کبیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اللہ تعالےٰ ۔۔۔۔۔۔ نے مبعوث فرمایا۔ تو آپ کی تائید میں ہر قسم کے نشانات زمین سے آسمان سے نازل فرمائے مگر تھوڑے تھے جنہوں نے قبول کیا اور بہتوں نے اسے ٹھٹھوں میں اڑایا۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ قدیم سنت کے موافق اس نذیر کی تکذیب اور تکفیر ہو گی۔ اس واسطے جہاں رحمت اور فضل کے نشان دیئے گئے۔ یہ بھی فرمایا کہ

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا ؛

اگر یہ وحی نہ بھی ہوتی تو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت بہ حیثیت ایک مرسل اور مامور من اللہ اور نبی اللہ کے اس امر کی مقتضی تھی کہ وہ اپنے ساتھ انذاری نشانات لیکر آئیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ اٹل اور بندھا ہوا قانون ہے۔ کہ وہ اپنے مرسلوں کے ساتھ انذاری نشانات ضرور نازل کرتا ہے۔ براہین احمدیہ میں جہاں یہ وحی درج ہے وہاں الامراض تشاع والنفوس تضاع کی وحی بھی موجود ہے۔ اور وقتاً فوقتاً ایک سلسلہ ایسے الہامات کا آپ پر نازل ہوا جو عذاب الٰہی کی خبروں سے لبریز ہے۔ مجھکو اس وقت انذاری نشانات کی تاریخ یا ترتیب بیان کرنا مقصود نہیں تاہم میرا ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے ان تمام الہامات کو واقعات کی روشنی میں ایک

ترتیب سے جلد سے جلد کسی اگلی اشاعت میں بیان کرنے کی کوشش کروں گا اس وقت موجودہ عذاب کے متعلق کچھ ذکر کرتا ہے:۔

مندرجہ بالا الہامات کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ وفات کے قریب جو تحریریں شائع کیں ان میں بھی ان حوادث کے نزول کا ذکر کیا جو آپ کی وفات کے بعد دنیا پر نازل ہونے والے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

حوادث کے بارہ میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ **ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی** اور زلزلے آئیں گے اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہونگے۔ اور زمین کو تہ و بالا کر دینگے۔ **اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی**۔ پھر وہ جو توبہ کریں گے اور گناہوں سے دستکش ہو جائینگے۔ خدا ان پر رحم کریگا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ سب کچھ واقع ہو . . . .

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تو میری طرف سے **نذیر ہے** . . . . . . ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھلائے اور زمین کچھ ظاہر کرے لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائینگے۔ خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ **کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی**۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی **اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی**۔

اس انذاری پیشگوئی میں مصائب اور بلاؤں کے ظہور کے دو زمانے بتائے گئے ہیں ایک اپنی زندگی میں اور ایک مابعد کا زندگی میں جو حوادث دنیا پر نازل ہوئے وہ ظاہر ہیں۔ دنیا نے ان حوادث کی ندرت اور سختی کا اعتراف کیا۔ زندگی کے بعد یہ عالمگیر جنگ جو یورپ میں شروع ہے اور اس کے اثرات نے قحط کی جو صورت پیدا کر دی ہے وہ ایک نہ بھولنے والی حقیقت ہے۔ لیکن ان حوادث و بلایا میں سے موجودہ جنگ یا پر اسرار بیماری ایک زبردست نشان ہے۔

اور حضرت مسیح موعود نے اس کو محض حوادث کے اجمالی لفظ میں ہی بیان نہیں کیا تھا۔ اور نہ زور اور حملوں۔ یا الامراض تشاع میں ہی رکھا گیا تھا بلکہ وقتاً فوقتاً اس کو بہت وضاحت سے کھولا ہے:۔

حقیقۃ الوحی میں آپنے بڑے زور شور سے یہ اعلان کیا کہ اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں انکا پتہ نہیں ملیگا تب انسانوں میں اضطراب ہوگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے . . . . دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفتیں ظاہر ہونگی

پھر اسی حقیقت الوحی میں ایک موقعہ پر آپنے فرمایا "**خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا** . . . تب ہر قوم میں ماتم پڑیگا۔ کیونکہ اونہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا"۔

پھر اس مضمون میں جو لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اول نے سنایا صفحہ ۲۸ پر لکھا جسے ہزاروں انسانوں نے سنا اور پڑھا ہے آپنے فرمایا۔ کہ براہین احمدیہ میں جس کی تالیف پر چھبیس برس گذر گئے یہ وعدہ مجھے دیا گیا کہ **اگر لوگوں نے میری راہ اختیار نہ کی تو میں طاعون بھیجونگا** اور سخت مری پڑیگی اور زلزلے آئینگے اور خوفناک آفتیں ظاہر ہونگی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق طاعون اس ملک میں پھیل گئی اور زلزلے بھی آئے

خدا کا وعدہ ہے کہ ایک نئی وبا بھی جس سے اس ملک کے لوگ ناواقف ہیں اس ملک میں پھیل جائے گی اور انسان حیرت میں پڑ جائیں گے کہ یہ کیا ہونا چاہتا ہے۔

پھر اس مضمون کے صفحہ ۳۳ پر فرماتے ہیں کہ

"میں نے ان آفات کے نام ونشان سے پچیس برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ان حوادث کی خبروں کو بطور پیشگوئی شائع کر دیا تھا کہ یہ آفتیں آنیوالی ہیں سو وہ تمام آفات آگئیں اور ابھی بس نہیں بلکہ آنیوالی آفات ان سے بہت زیادہ ہیں اور بعض نئی وبائیں بھی ہیں جو پہلے اس ملک میں ظاہر نہیں ہوئیں اور وہ ڈرانیوالی اور دہشت ناک ہیں اور ایک سخت اور خوفناک قسم کی طاعون بھی ظاہر ہونے والی ہے۔ جو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں ظاہر ہو گی۔"

غرض اس طرح پر براہین احمدیہ کے زمانہ سے اپنی وفات اور آخری تحریر تک آپ ان انذاری نشانات کی اطلاع دیتے رہے اور نہ صرف ان کا خطرہ ہندوستان کے لئے ظاہر کیا بلکہ یورپ ایشیا اور دوسرے عیسائی ممالک کیلئے بھی انذاری پیشگوئیاں شائع ہوئیں جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں اس خوفناک پر اسرار بیماری کا نام جو اب ظاہر ہوئی ہے قبل اس کے جو ہماری طرف سے کوئی تحریر شائع ہوتی عام طور پر پراسرار رکھا گیا اور اس کی سختی اور شدت کا ہر زبان نے اعتراف کیا ہر حصہ ملک میں اس آفت نے اپنا اثر ڈالا اور مخلوق نہیں جانتی کہ کیا کرے ہر شخص ہراسان اور ترسان ہے کوئی گھرانا اور خاندان نہیں جس پر یہ آفت نہ آئی ہو۔ الا ماشاء اللہ ۞

پس یہ غیر معمولی رفتار جو عذاب کی نظر آ رہی ہے عناصر میں جو غیر معمولی انقلاب اور تغیر ہے کیا یہ اس بات کے لئے نشان نہیں ہو سکتا کہ ہم غور کریں کہ

یہ عذاب کیوں ہے؟

بلا اختلاف احمد سب نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ یہ قہر الٰہی ہے۔ یہ عذاب الٰہی ہے خدا کا شکر ہے کہ ہم کو اس کے لئے دلائل دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ عذاب ہے اور اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف تصانیف کے حوالوں سے بتایا گیا ہے کہ آپ نے ایک نئی قسم کی وبا کے پھیلنے کی قبل از وقت خبر دی تھی تاکہ اس جلالی نشان کو دیکھ کر وہ جو سلیم الفطرۃ ہیں ہدایت پائیں اور اس وبا کے اثر سے تمام دنیا کے متاثر ہونے کی خبر تھی۔ ایشیا یورپ امریکہ وغیرہ سب کو متنبہ کیا تھا۔ اور اب یہ وبا تمام روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہے۔ یورپ اور دوسرے عیسائی ممالک بھی خالی نہیں۔ ایسی حالت اور اس صورت میں ان قلوب کیلئے (جو ان آثار غضب کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے جلال و جبروت سے ترسان ہیں) ایک غور و فکر کا موقعہ آگیا ہے کہ وہ سوچیں کہ کیوں یہ غیر معمولی انقلاب پیدا ہو گیا ہے؟ آخر اس کا کوئی باعث اور سبب ہے؟ اس لئے خدا تعالیٰ کی کتاب کو پڑھو۔ اور انبیاء سابقین کے عصر سعادت پر نظر کرو۔ تو بڑے موٹے حروف میں تمہیں نظر آ جائیگا۔ کہ یہ

کسی صادق کی تکذیب کا نتیجہ ہے۔

شیطان ہر موقعہ پر اپنے ہتیار چلانے کے لئے ہوشیار رہتا ہے وہ ان قلوب کو جو راستی اور صداقت کی طرف اس نشان سے فائدہ اٹھانا چاہیں گے اپنے چیلوں کی زبان پر جاری ہو کر کہے گا کہ اگر یہ عذاب ہے اور حضرت مسیح موعود کی تکذیب اور انکار کا نتیجہ ہے تو اس میں احمدی کیوں مبتلا ہوئے۔ ایسے شریروں کو سنت انبیاء پر غور کرنی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تلوار ایک عذاب کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔ لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ اس تلوار نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے کتنے مخلص فدائیوں کو آپ سے جدا کر دیا تھا وہ تلوار ان کے لئے عذاب نہ تھی بلکہ رحمت اور شہادت کا ذریعہ تھی مگر دشمن کے لئے غضب الٰہی کا نمونہ۔ دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ ان عذابوں سے کس قوم نے فائدہ اٹھایا۔ کون بڑھی اور گھٹی۔ پس یاد رکھو کہ اس قسم کے شیطانی وسوسوں پر تھوک دو۔ قابل غور معاملہ یہ ہے کہ کس طرح پر قبل از وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عذاب کی خبر دی اور کس طرح پر وہ آیا؟ اور اب اس سے نجات کی کیا صورت ہے اور وہ یہی ہے کہ جیسے سب جانتے رہے کہ حضرت

نواب ہے۔

خدا کے دروازہ پر گر جاؤ۔ اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرو۔ وہ جو خدا کے مسیح موعود کو قبول کر چکے ہیں اپنی زندگی میں پاک انقلاب پیدا کریں اور جو ابھی تک دور ہیں وہ اس دار میں داخل ہوں اور اس کشتی پر سوار ہو جائیں کہ ابھی طوفان کی ابتدا ہے نہیں معلوم کس وقت اور کس شدت سے خدا کا عذاب اور صورت میں ظاہر ہو۔ اللہ تعالے ہمیں توفیق دے ۞ آمین ۞

۱۶۸

پریس کمیونیک

کچھ عرصہ سے اخبارات میں یہ خبر شائع ہو رہی ہے کہ بقر عید کے دن موضع گداری تھانہ سوہاوہ ضلع جہلم کے مسلمانوں نے مل کر وہاں کی دہرم سالہ میں گرو گرنتھ صاحب کو جلا دیا۔ لوکل گورنمنٹ نے اس کے متعلق تحقیقات کی ہے۔ اور حسب ذیل کمیونیک کو عوام الناس کی اطلاع کے لئے شائع کیا ہے۔

۱۸ ستمبر ۱۹۱۸ء کو دوپہر کے وقت موضع گداری کے دو کھتری سکھوں سمیان لکھن سنگھ و لال سنگھ نے تھانہ سوہاوہ میں آکر رپورٹ کی۔ کہ کل رات کے دس گیارہ بجے جب وہ دیگر کھتریوں کے ہمراہ دھرم سالہ میں کیرتن کر رہے تھے۔ گاؤں کے گکھڑ مسلمانوں نے آکر انہیں گانے سے منع کیا۔ جب انہوں نے پرواہ نہ کی تو باہمی تنازع شروع ہو گیا۔ جس میں طرفین نے آپس میں مارپیٹ کی بعد ازاں بہت سے مسلمانوں نے دھرم سالہ میں داخل ہو کر سکھوں پر حملہ کیا۔ اور گرو گرنتھ صاحب کو معہ دیگر کتابوں اور دو سو نقد روپیہ کے اٹھا کر لے گئے۔ متذکرہ بالا رپورٹ میں یہ بھی لکھوایا۔ کہ مسلمان دھرم سالہ کا سارا سامان لے گئے ہیں +

جب یہ بیان قلمبند ہو رہا تھا۔ تو اس کے دوران میں دو مسلمان گکھڑوں نے آکر تھانہ میں یہ رپورٹ کی۔ کہ شام کو جب مسلمان نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جمع ہوئے اور امام نے اذان دینی شروع کی۔ تو ایک کھتری نے اپنے مکان کی چھت پر جاکر ڈھول بجانا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ہی لکھن سنگھ اور لال سنگھ نے کھرتالوں سے شور برپا کر دیا۔ بعض مسلمان اس پر معترض ہوئے لیکن انہوں نے ان کی درخواست کا جواب گالی میں دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپس میں مارپیٹ تک نوبت پہنچ گئی۔ ان مسلمانوں نے رپورٹ کے دوران میں بیان کیا۔ کہ باہمی مارپیٹ کے علاوہ اور کسی قسم کا شر انگیز تنازعہ نہیں ہوا۔ اور دہرم سالہ کی لوٹ کے متعلق سکھوں کا بیان قطعاً غلط ہے۔

ان رپورٹوں کے قلمبند ہونے کے بعد اس تھانہ کے ہندو سب انسپکٹر نے فوراً تحقیقات شروع کر دی۔ اور گداری میں جاکر اپنا اطمینان کر لیا۔ کہ گرو گرنتھ کی بے حرمتی کی رپورٹ بالکل مصنوعی ہے۔ گکھڑوں نے صرف کھتریوں سے نماز کے وقت شور بند کرنے کی درخواست کی تھی۔ جس سے مارپیٹ تک نوبت پہنچی۔ لیکن کسی قسم کا خوفناک دنگہ فساد برپا نہیں ہوا۔ نہ ہی کسی قسم کی لوٹ ہوئی۔ گرو گرنتھ صاحب کی بے حرمتی کے الزام کی مزید۔ تردید سب انسپکٹر تھانہ دینا کے بیان سے ہوتی ہے۔

۱۸ ستمبر کو تھانہ دینا میں لکھن سنگھ کے لڑکے نے رپورٹ دی۔ کہ موضع دہوک بدھیار میں اس کی دکان میں نقب لگی ہے اور چور کچھ کپڑا چرا کر لے گئے ہیں۔ رپورٹ کنندہ نے گداری کے چند مسلمان گکھڑوں پر شبہ کیا۔ کہ وہی نقب کے ذمہ دار ہیں۔ اور کہا کہ اس کے والد لکھن سنگھ کا مکان بھی جو بطور دھرم سالہ استعمال کیا جاتا ہے۔ لوٹا گیا ہے۔ اس رپورٹ پر تھانہ دار دینا نے معاملہ کی تفتیش کی اور اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ لکھن سنگھ کے بیٹے کا بیان از سر تا پا جھوٹ ہے۔ بعد ازاں تھانہ دار مذکور گداری میں آیا۔ اور تھانہ دار سوہاوہ سے ملکر اس معاملہ کی چھان بین کی۔ ان کی مشترکہ تحقیقات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ لکھن سنگھ اور اس کے لڑکے نے صرف گکھڑوں کو مقدمہ میں پھنسانے کی غرض سے سراپا غلط بیان تھانہ میں قلمبند کرایا۔ اور چوری اور گرو گرنتھ صاحب کی بے حرمتی کے متعلق بالکل بعید از صداقت داستان وضع کی۔ اخبارات میں گرو گرنتھ صاحب کے جلائے جانے کے متعلق جو خبریں شائع ہو رہی ہیں وہ حقیقت میں بالکل بے بنیاد ہیں ؛

اسلام کی توقع اپنے نوجوانوں سے

(کمیونیکیٹڈ)

جس طرح ملت حنیفی کے پہلے پیغمبرؑ کو جب دین ملت کی خدمت کے لئے مددگار کی ضرورت ہوئی تو ایک برگزیدہ نوجوان نے اپنے قیمتی خدمات پیش کئے اور خدا کے گھر کی تعمیر میں اس نفس قدسی کا ہاتھ بٹایا۔ اور جب اس گھر میں نذر چڑھانے کا حکم ہوا تو اسی پانزدہ سالہ نوجوان نے اپنی جان قربان کئے جانے کے لئے تسلیم و رضا کی گردن جھکاتے ہوئے اس مبارک پیغمبر سے کہا "آپ کو جو حکم ہوا ہے وہ کر گذریئے خدا نے چاہا تو میں ثابت قدم رہونگا"۔ اسی طرح ملت حنیفی کے سب سے پچھلے پیغمبرؐ نے جب دعوت حق کے لئے اپنے کو مامور پایا تو اپنے خاندان والوں کو مدعو کر کے فرمایا "میرا کون ساتھ دیگا"۔ اس وقت بھی ایک سیزدہ سالہ نوجوان ہی نے اٹھکر کہا "گو مجھ کو آشوب چشم ہے گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے نوعمر ہوں تاہم میں آپ کا ساتھ دونگا"۔ پہلے پانزدہ سالہ نوجوان ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیلؑ تھے اور دوسرے ۱۳ سیزدہ سالہ نوجوان اسد اللہ حضرت علیؓ تھے۔ اس ملت کی ابتدا اور انتہا میں ان مقدس نوجوانوں نے اپنے خدمات پیش کر کے پیروان ملت حنیفی کے لئے ایک نمونہ قایم کر دیا ہے۔ کہ جب کبھی ملت اور امت کی خدمت کے لئے ندا کیجائیگی تو نوجوانان امت ہی لبیک کہیں گے۔

بچے جنکی جسمانی اور دماغی قوتوں میں بالیدگی نہیں ہوتی۔ بڈھے جنکی تمام قوتیں کمزور ہو چکی ہوتی ہیں یہ دونوں گروہ قدرتاً دینی خدمات سے معذور ہیں اس لئے صرف نوجوانوں کا طبقہ جس کی تمام قوتیں مکمل ہوتی ہیں قوم و مذہب کی امیدوں کا مرجع اور آرزوؤں کا ماویٰ ہے۔ اس طبقہ کے ہاتھ میں ہے کہ ان امیدوں کو پوری کرے یا پامال کر دے۔ اور ان آرزوؤں کو بر لائے یا مٹا دے۔ لیکن ذمہ داریوں سے ان کے کندھے کبھی ہلکے نہیں ہو سکتے۔ اور بازپرس سے ان کو نجات ہرگز نہیں ملسکتی تا وقتیکہ یہ اپنے فرایض بجا نہ لائیں۔

فرایض اور واجبات یہ الفاظ قلم اور زبان کی نوکوں پر اس قدر چڑھے ہوئے ہیں کہ اب ان کی لغوی توضیح کی حاجت باقی نہیں ہے صرف اس کی تشریح کی ضرورت ہے۔ کہ نوجوانان اسلام کے فرایض کیا ہیں؟ یہ ضرورت ملت و امت اور زمانہ کے حالات کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کرنے سے پوری ہو سکتی ہے یعنی انکو اپنے فرایض صحیح صحیح معلوم ہو سکتے ہیں۔ سب سے پہلے زمانہ کے حالات پر نظر ڈالو، دن ہوتے ہیں۔ راتیں آتی ہیں، آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ اور غروب ہو جاتا ہے، ماہتاب نکلتا ہے اور چھپ جاتا ہے، تارے چمکتے ہیں، اور پھر غائب ہو جاتے ہیں۔ لیل و نہار کی یہ گردشیں، آفتاب و ماہتاب کا طلوع اور غروب، تاروں کا نکلنا اور چھپ جانا سب کے سب ایک حالت پر ہیں لیکن ان کے اثرات انسان اور انسان کے کارناموں کے لئے کبھی یکساں نہیں ثابت ہوئے کبھی برسات موسلادھار پانی برسا گئی اور ویران بانگر بھی سرسبز کر گئی۔ اور کبھی وہ خشک گذر گئی، ملک میں قحط پڑا، ملک والے دوسری سرزمین میں جا بسے۔ وہاں جا کر انہوں نے اپنے رسم و رواج، عادات و خصائل کو یا برقرار رکھا۔ یا اپنی ہستی کو دوسروں میں مدغم کر دیا، اسیطرح مختلف قومیں مختلف اسباب سے پیدا ہوئیں، پھیلیں پھولیں اور پھر مٹ گئیں۔ ان قوموں کے عروج و زوال کے اصول ہمیشہ یکساں تھے۔ اور اب بھی وہی ہیں لیکن ان اصول کے برتنے کے طریقے برابر بدلتے رہے اور بدلتے رہیں گے جس طرح جنگ کے منجملہ دیگر اصولوں کے دشمن کو زیر کرنا ایک نہایت ضروری اصول ہے جس پر عمل ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے اور ہو رہا ہے اور آئندہ بھی جب کبھی جنگ ہوگی تو اسی عمل پر ہوگا۔ لیکن ہلاک کرنے کے طریقے کبھی یکساں نہیں رہے پہلے پتھروں سے۔ پھر تیر اور تلواروں سے پھر بندوقوں سے اور اب توپوں سے اور طرح طرح کے گیسوں سے دشمن ہلاک کئے جاتے ہیں